7

# کامیابی کیلئے صحیح ذرائع کی ضرورت ہے

(فرمودہ ۱۵؍ فروری ۱۹۱۸ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات تلاوت فرمائی:۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ (النور: ۲۳)

بعد ازاں فرمایا:۔

"میں نے پہلے دو جمعوں میں اس امر کے متعلق کہ مومن کو اپنے ایمان کی درستگی کیلئے نہ صرف اپنے اعمال پر اجمالی طور پر نظر ڈالنی چاہیئے بلکہ تفصیلی طور پر دیکھنا چاہیئے کیونکہ اکثر دفعہ محض اجمالی نظر پر اکتفا کرنا تفصیل میں جا کر غلطیاں پیدا کر دیتا ہے۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ اجمال میں تو ایک بات درست نظر آتی ہے مگر تفصیل میں جا کر اس میں غلطیاں ہوتی ہیں۔ اور جب تک تمام ذرائع صحیح اور پورے نہ ہوں اس وقت تک نتائج غلط یا ناقص نکلا کرتے ہیں۔ اور جب تفصیل سے دیکھا جائے تو نقائص نظر آجاتے ہیں۔

مثلاً کوئی بیمار ہو جو اپنی عام کمزوری کو دیکھ کر بغیر کسی طبیب کو دکھائے جو کامل معائنہ بھی کرے اور مریض کے ہر عضو کو دیکھ کر نقص کا پتہ لگائے اور پھر علاج کرے۔ ایک مقوی دوائی شروع کر دے۔ مگر باوجود اس دوائی کے اس کی طاقت بحال نہ ہو تو اس دوائی کا کچھ قصور نہیں ہوگا۔ مثلاً فرض کرو کمزوری تو ہے قلب میں، اور وہ دوائی یا علاج ہے جگر کا۔ یا مرض ہے کان سے متعلق اور دوائی ڈالی گئی آنکھ میں تو مرض کیونکر دُور ہو سکتا ہے۔ یا اسی طرح کسی اور عضو میں تکلیف ہو لیکن علاج ان کی بجائے کسی اور کا کیا جائے تو صحت نہیں ہوگی۔

صحت اس وقت ہوگی جبکہ اصل نقص کو معلوم کر کے علاج کیا جائے گا۔ یا کسی خاص عضو میں مرض

ہوگا اور انسان اس کا پتہ لگائے گا اور پھر علاج کرے گا۔

اسی طرح ایک ایسا انسان جو اپنے ایمان میں نقص دیکھتا ہے وہ خیرات میں ترقی کرتا ہے اور دس روپیہ کی بجائے بیس روپیہ خیرات کرتا ہے لیکن فرض کرو کہ اس کے ایمان میں جو کمی ہے وہ صدقہ نہ دینے کی وجہ سے نہیں بلکہ فرائض میں کوتاہی کے سبب سے ہے تو اس کی کوشش رائیگاں جائے گی یا کسی اور عمل کے ترک کرنے کی وجہ سے ہو مگر وہ فرائض کے ماسوا نوافل اور تہجد کا بھی بہت اہتمام کرتا ہے۔ ان اعمال کا نتیجہ کسی اور رنگ میں تو اسے ملے گا مگر یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اصلی نقص جس کے باعث اسے ایمانی لذت میں کمی ہے وہ دُور ہو۔ وہ اسی طرح رہے گی۔

میرے پاس بہت سی شکایات اس قسم کی باہر سے آتی ہیں اور یہاں بھی سُنی ہیں۔ مَیں نے ان سب کو سُن کر پسند کیا کہ اس امر کے متعلق بتاؤں کہ ایمان کس طرح کامل ہوتا ہے اور ایمانی سرور اور لذت کس طرح حاصل ہو سکتی ہے۔

پس یاد رکھنا چاہیئے کہ رُوحانی امراض میں بھی اسی طرح شفا حاصل ہوتی ہے جس طرح جسمانی امراض سے۔ میرے دونوں خطبوں سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ لوگ کس طرح غلطی کھاتے اور نقصان اُٹھاتے ہیں۔ دیکھا جاتا ہے کہ اگر ایک شخص اپنے میں خشیتِ الٰہی اور تقوی اللہ نہیں پاتا اور اس کو وہ اطمینان حاصل نہیں ہوتا جو ایمان کا نتیجہ ہے تو وہ مثلاً نمازیں زیادہ پڑھنی شروع کرتا ہے، صدقات میں بھی زیادتی کرتا ہے، لیکن ضرورت یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ اصل نقص کیا ہے؟ نماز۔ روزہ۔ صدقہ۔ خیرات۔ ان میں ہر ایک ایمان کا جزو ہے۔ ان میں سے کسی ایک پر بلا سوچے زور دینا اصل نقص کو دُور نہیں کر سکتا۔ مثلاً آنکھ میں سرمہ ڈالے اور درد ہو کان میں تو کچھ نتیجہ نہ ہوگا۔ یا انگلی میں درد ہو اور زنک لوشن یا نیلا تھوتھا ڈالے آنکھ میں تو اس کا کچھ بھی فائدہ نہ ہوگا۔ ضرورت تو مرض کے مطابق علاج کرنے کی ہے۔

ایک عمارت جو اعلیٰ درجہ کی ہو۔ اس میں روشن دان نہ ہو منفذ تو ہو مگر شیشے نہ لگائے گئے ہوں جن سے بارش کی بوچھاڑ اور ہوا کے جھونکے رُک سکیں اور صاحب مکان خیال کرے کہ اس مکان کے گرڈر نہایت عمدہ ہیں۔ چھت بھی بہت پختہ ہے پھر ان بادو باراں کے حملوں سے کیوں تکلیف ہوتی ہے تو یہ اس کی غلطی ہے۔ کیونکہ اس کمی کی اصلاح گرڈروں وغیرہ کا مضبوط ہونا نہیں کر سکتا، جو سوراخوں میں شیشے نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔

اسی طرح ممکن ہے کہ کوئی شخص نمازمیں نہایت چُست ہو۔ روزوں میں باقاعدہ ہو اور صدقہ و خیرات میں نہایت پابند احکام شرع ہو۔ تاہم اس کے ایمان میں کچھ کمی ہو جس کو وہ شخص محسوس کرتا ہو۔

اگر وہ تفصیلی طور پر اپنے اعمال پر نظر ڈالے گا تو وہ معلوم کرے گا کہ میرے فلاں حصۂ ایمان میں کمی ہے اور وہ اس کی اصلاح کرلے گا۔ بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ صحیح تشخیص کے بعد تھوڑی دوائی بھی مرض کو دُور کر دیتی ہے لیکن عدمِ تشخیص کی صورت میں ایک بڑی قیمتی دوائی بھی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔

اسی طرح گو وہ اعمال جن پر ایمان کی کمی محسوس کرتے ہوئے لوگ زور دیتے ہیں۔ کتنے ہی مفید اور اعلےٰ درجہ کے کیوں نہ ہوں مگر ان نتائج میں وہ چیز حاصل نہیں ہوگی جس کی کمی انہیں محسوس ہوتی ہے۔ ہاں کبھی تو صحیح نتیجہ نکل سکتا ہے، لیکن ہمیشہ نتائج صحیحہ مرتب نہیں ہو سکتے۔

پس اگر ایمان کی تکمیل کی ضرورت ہے تو انسان کو چاہیئے کہ اپنے اعمال کی تفصیل پر نظر کرے۔ ہر ایک عمل کو لیکر اللہ تعالیٰ کے احکام کو دیکھے پہلے اپنے ایک عمل کو لے پھر اس کے متعلق قرآن میں دیکھے کہ کیا میرا عمل قرآن کے حکم کے مطابق ہے یا خلاف ہے پھر دوسرے کسی عمل کو دیکھے۔ پھر تیسرے کو دیکھے مثلاً بُخل ہے۔ ایک شخص زکوٰۃ تو مقررہ دیتا ہے۔ نماز روزہ کا بھی پابند ہے مگر اس کا دل مطمئن نہیں ہوگا کیونکہ بُخل جو ہے وہ اس میں پایا جاتا ہے جس کی قرآن پاک مذمت کرتا ہے۔ کیونکہ بُخل جو ہے وہ انسان کو منافقت کی طرف لے جاتا ہے یا کوئی اور شخص ہو وہ اور تو تمام احکامِ شرعیہ پر عامل ہو مگر ظُلم کرتا ہو تو وہ بھی ایمانی لذت سے محروم رہے گا اور ایمان کا کمال نہیں پیدا کر سکے گا۔ اس کو بھی چاہیئے کہ وہ اپنے ایمان کا محاسبہ کرے اور دیکھے کہ میرے ایمان میں کوئی کمی ہے۔

غرض تفصیلات کے دیکھنے سے انسان میں بصیرت پیدا ہو جاتی ہے جب کوئی انسان اعمال یا عقائد پر تفصیلی نظر کرتا ہے تو اس کو وہ سوراخ نظر آ جاتا ہے جس کے باعث اس کا ایمان ناقص ہوتا ہے۔ اس وقت وہ اس کی اصلاح کر لیتا ہے۔

اس لیے اس تمہید کے بعد میں چاہتا ہوں کہ تفصیلی طور پر ایمان کے متعلق بتلاؤں۔ تفصیل دو قسم کی ہے (۱) اعمال میں (۲) عقائد میں۔ ان میں سے کسی ایک میں بھی نقص ہو تو عرفان میں نقص ہوگا۔ ایمان صرف عقائدِ صحیحہ کا ہی نام نہیں۔ بلکہ اس میں اعمالِ صالحہ بھی داخل ہیں۔ دل میں عقیدہ ہو اور اس عقیدہ کا اظہار ہو اور اس کے مطابق عمل ہو۔ یہ ایمان ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ آپؐ نے تینوں چیزوں کے مجموعہ کا نام ایمان رکھا ہے۔ پس ایمان تب ہی مکمل ہوگا جب یہ تینوں حصے قائم ہوں۔ ایسی حالت میں انسان پر خُدا کے عرفان کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور وہ اس میں خُدا کے جلال کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس پر ایک موت وارد کی جاتی ہے۔

ممکن ہے بعض لوگوں کو اس طریق سے مستثنیٰ کیا جائے اور خود خُدا ان کو اپنی طرف کھینچ لے۔ مگر

عام قاعدہ یہی ہے کہ ایمان کا حصول قواعد کے ماتحت ہوتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ پہلے دل میں عقائد پر یقین ہو اور اس کا اظہار ہو اور اس پر عمل ہو۔ ایک ایمان تو صرف مان لینے کا نام ہے مگر میری ایمان سے مراد وہ ایمان ہے جو ثمرات والا ایمان ہے۔ زبانی ایمان نہیں۔ اس درخت ایمان سے مراد ہے جس کیساتھ ضروری ہے کہ عقائد صحیحہ ہوں اظہار ہو اور اعمال ہوں۔

اب معلوم ہونا چاہیئے کہ تفاصیل میں بعض اصول ہیں۔ فروعات کے نقائص اعلیٰ مدارج میں روک ہوتے ہیں، لیکن اُصول میں کمی آنا ایمان کو زائل کر دیتا ہے کیونکہ اُصول سے تو ایمان پیدا ہوتا ہے۔ فروعات میں سے اگر کسی شخص میں کچھ نقص ہے تو پھر مقابلہ اس طرح ہوگا کہ جتنی کسی فرع میں کمی ہوگی وہ اتنا ہی نیچے درجہ میں ہوگا اور جس نے جس قدر فروعات کو پورا کیا ہوگا وہ درجات عرفان میں بلند ہوگا۔ یہ مقابلہ ایسا ہی ہوگا جیسا کہ آم کے دو اعلیٰ درجہ کے درختوں میں ہو کہ ایک میں پھل زیادہ آئیں اور دوسرے میں کم یعنی مقدار کا مقابلہ ہوگا۔

ایک مکان نہایت اعلیٰ درجہ کا تعمیر کیا جائے جو نہایت خوبصورت ہو اس میں بظاہر کوئی نقص بھی نہ معلوم ہوتا ہو مگر جب اس کو کوئی انجینئر دیکھے اور دقتِ نظر کے بعد بتائے کہ کچھ نقص ہے تو وہ نقص فروعی ہوگا۔ ایسا نقص عمارت کی شان میں مضبوطی اور آرام میں کوئی نقص پیدا نہیں کرے گا پس اُصول کی موجودگی میں ایمان ہے اور فروعات کی موجودگی میں مدارج عالیہ حاصل ہوتے ہیں۔

اب اظہارِ عقیدہ کے متعلق کچھ بیان کی ضرورت نہیں سوائے مختصر کے کہ کس طرح اظہار کرے مگر ضرورت اعمال کے متعلق بیان کرنے کی ہے۔

چونکہ اعمال ایسے ہیں جو صاف نظر آتے ہیں اس لیے میں اعمال کے حصّہ کو بیان کرونگا۔ انشاء اللہ۔ ارادہ ہے کہ ایک دو عمل نے کر جب تک مناسب ہو ان کی تفصیل بیان کر دیا کروں، لیکن بعض باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ انکا اثر دل سے دل پر پڑتا ہے صوفیاء کا طریق تھا کہ دل سے دل کو پڑھاتے تھے۔ وہ تمام سبق اسی طرح پڑھتے تھے۔ وہ بات زبان سے حاصل نہیں ہو سکتی تھی جو ایک قلب سے دوسرے قلب کو بجلی کی رَو کی طرح حاصل ہوتی ہے۔ الفاظ کا اثر کانوں کے ذریعہ ہوتا ہے مگر الفاظ بعض کیفیات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ اصل سبق تو وہی تھے جو قلوب کے ذریعہ توجہ سے ہوتے تھے مگر آجکل کے جھوٹے صوفیوں نے جن کا نام توجہ کہا ہے یہ نہیں۔ وہ سچّی خواہش اور کامل تزکیہ سے حاصل ہوتی ہے جس کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظلّ اور بُروز کہا ہے۔ ایک شخص خواہ کیسا ہی فصیح البیان ہو الفاظ کے ذریعہ ایک تصویر کو نہیں دکھا سکتا، لیکن اگر فوٹو سامنے رکھ دیا جائے تو فوراً تصویر کی تمام چیزیں نظر آجائیں گی۔ یہ سبق نہایت

کارآمد اور اہم ہے لیکن اس کی طرف توجہ نہیں کی گئی پس بعض تفصیلات الفاظ کے ذریعہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ بروز کے طور پر آتی ہیں۔ مثلاً کوئی شخص کہتا چلا جاتے کہ ناک ایسی ہے کان ایسے ہیں آنکھ ایسی ہے مگر کوئی چیز ہو بہو سمجھ میں نہیں آسکتی۔ ہاں فوٹو کے ذریعہ سب کچھ سمجھ میں آجاتا ہے۔

قرآن میں ایسے الفاظ کو لیا گیا ہے جو دیکھنے کے ساتھ ہی ظاہرا الفاظ سے کہیں زیادہ دل پر اثر کرتے ہیں۔ اور عجیب حقائق و معارف دل پر ان بعض الفاظ سے کھلتے ہیں یہ بات میں نے حضرت صاحب کے کلام میں بھی دیکھی ہے۔ آپ کی کتاب کو پڑھتے ہوتے عجب عالم ہوتا ہے۔ آپ کے کلام سے الفاظ کے علاوہ اور عجیب کیفیت دل پر طاری ہوتی ہے جو تمام الفاظ کے ذریعہ ظاہر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح قرآن مجید کو پڑھتے تو قلب میں ایک خاص حالت پیدا ہو جاتے گی۔

میں نے حضرت صاحب کی کتاب براہینِ احمدیہ پڑھی۔ میں ہر ایک کتاب کو تھوڑے وقت میں بہت پڑھ سکتا ہوں، لیکن براہین احمدیہ کو میں بہت دیر میں بہت ہی تھوڑا پڑھ سکتا تھا۔ وجہ یہ کہ ایک ایک سطر پر دل کی حالت اور سے اور ہوتی جاتی تھی اور نہیں معلوم ہوتا تھا کہ ہجوم مضامین کے باعث میں کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہوں۔ پس ان الفاظ میں معنی مخفی ہوتے ہیں جو دل پر کھلتے ہیں ان کے پڑھنے کے بھی اصول ہیں۔

غرض تفاصیل میں ایسے حصے ہیں جن کو الفاظ میں ادا نہیں کیا جا سکتا۔ وہ قلبی طور پر حاصل ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ خاموشی میں ہی وہ حاصل ہوتے ہیں۔ تاہم میں نمونہ کے طور پر اعمال و عقائد کے متعلق کچھ بیان کروں گا، لیکن وقت آج بھی نہیں رہا انشاء اللہ اگلے جمعہ میں بیان کروں گا۔"

(الفضل ۲۶ر فروری ۱۹۱۸ء)